سوال

اگر کنوئیں میں کوئی شخص گر کر مرجائے تو کنوئیں کی طہارت کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

معروض آنکہ ہمارے ہاں ایک کنوئیں میں (جس کا پانی قریباً آٹھ فٹ گہرا ہے) ایک لڑکی (نو، دس سال کی) گر کر مرگئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد نکالی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ کنوئیں مذکور کا پانی پاک ہے یا پلید۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ بالا کنوئیں کا پانی بالکل پاک ہے۔ اس میں لڑکی کے مرنے سے اس کا پانی پلید نہیں ہوا۔ کیونکہ خصوصاً مسلمان جس طرح زندہ پاک ہے اسی طرح مردہ بھی پاک ہے۔ چنانچہ محدثین نے اس پر باب منعقد کئے ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

«باب عرق الجنب وان المسلم لا ینجس»

''یعنی یہ باب جنبی کے پسینہ کا حکم بیان کرنے اور یہ بات بیان کرنے کا ہے کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا۔''

پھر اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں:

«عن ابی ہریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینة وہو جنب فانخنست منه فذهب فاغتسل ثم جاء فقال این یا ابا ہریرة قال کنت جنبا فکرہت ان اجالسک وانا علی غیر طہارة فقال سبحان اللہ ان المسلم لا ینجس» (بخاري مع فتح الباري ص310ج1)

''یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنبی تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے راستہ میں ملے۔ میں چپکے سے نکل گیا اور غسل کرکے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! میں جنبی تھا۔ پس میں نے پلیدی کی حالت میں آپ سے ہم مجلس ہونا مکروہ جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان تو پلید نہیں ہوتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب یوں منعقد کیا ہے:

«باب غسل المیت ووضوء بالماء والسدر»

''یعنی یہ باب ہے میت کے وضوء اور غسل دینے کا ساتھ پانی اور بیری کے پتوں کے۔''

اور اس میں لکھتے ہیں:

«وحنط ابن عمر رضی اللہ عنہما ابنا لسعید بن زید وحملہ وصلی ولم یتوضأ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ المسلم لاینجس حیا ولامیتا وقال سعد لوکان نجسا مامستہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن لاینجس» (بخاري مع فتح الباري ص98 ج3)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید کے بیٹے کو (جوفوت ہوگیا تھا) خوشبولگائی اور اس کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مسلمان زندہ اور مردہ کسی حال میں پلید نہیں ہوتا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کہ اگر میت پلید ہوتی تو) میں اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن پلید نہیں ہوتا۔''

یہ باب کا ترجمہ ہے اس کی تشریح بہت کچھ فتح الباری میں موجود ہے۔ میں کہاں تک لکھوں جو زیادہ تفصیل چاہے وہ فتح الباری ملاحظہ فرمائے۔

مختصر یہ کہ مومن موت آنے سے پلید نہیں ہوتا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قول وفعل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔

بخاری کے بعد صحیح مسلم کو ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں:۔

«باب الدلیل علی ان المسلم لاینجس» (مسلم ص161 ج1)

''یعنی اس باب میں اس بات کے دلائل ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا''

پھر اس میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری شریف کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے۔ دوسری حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث:

«ان حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ وھو جنب فحاد عنہ فاغتسل ثم جاء فقال کنت جنباً قال ان المسلم لاینجس»

''یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابت کی حالت میں ملے، پس تنہا ہوئے اور غسل کیا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں جنبی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ (مسلم 2ص162 ج1)

منتقی میں بھی باب ایسا ہی باندھا ہے۔ فرماتے ہیں:

«باب فی ان الآدمی المسلم لاینجس بالموت ولاشعرہ واجزاءہ بالانفصال»

''یعنی یہ باب اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی مسلمان موت میں پلید نہیں ہوتا اور اس کے بال اور اعضاء بھی جسم سے علیحدہ ہونے پر پلید نہیں ہوتے۔''

پھر فرماتے ہیں:

«قد اسلفنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم لاینجس وھم عام فی الحی والمیت قال البخاری قال ابن عباس المسلم لاینحس حیا ولامیتا»۔ (منتقی مع نیل ص56 ج1)

''یعنی حدیث المسلم لا ینجس (جو پہلے ذکر ہو چکی ہے) وہ عام ہے زندہ اور مردہ کو شامل ہے۔ یعنی مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ مسلمان زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا۔

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں :

«ہذا الحدیث اصل عظیم فی طہارۃ المسلم حیا ومیتا فاالحیٔ فطاہر باجماع المسلمین حتی الجنین اذاالقتہ امہ وعلیہ رطوبۃ فرجہا قال بعض اصحابنا ہو طاہر باجماع المسلمین ولایحیٔ فیہ الخلاف المعروف فی نجاسۃ رطوبۃ فرج المرأۃ ولا الخلاف الذکور فی کتب اصحابنا فی نجاسۃ ظاہر بیض الدجاج ونحوہ فان فیہ وجہین بناء علی رطوبۃ الفرج ہذا حکم المسلم الحیٔ واما المیت ففیہ خلاف العلماء واللشافعی فیہ قولان الصحیح منہما انہ طاہر ولہذا غسل ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم لاینجس وذکرالبخاري في صحیحہ عن ابن عباس تعلیقا المسلم لاینجس حیا ولامیتا الخ»

''یعنی یہ حدیث جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اوپر گذر چکی ہے۔ مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے کی اصل دلیل ہے۔ پس مسلمان زندہ کا پاک ہونا تو اجماع مسلمین سے ثابت ہے حتی کہ بچہ جب کہ اس کو ماں ڈال دے اور اس پر فرج کی رطوبت لگی ہو، وہ بھی بقول ہمارے بعض اصحاب کے ساتھ اجماع مسلمین کے پاک ہے۔ اور وہ اختلاف جو فرج کی رطوبت کے متعلق اور انڈا مرغی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہے۔ اس میں نہیں آتا۔ یہ حکم تو زندہ مسلمان کا ہے کہ وہ بالاتفاق پاک ہے۔ لیکن مسلمان فوت شدہ ، سو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس کے متعلق دو قول ہیں مگر صحیح قول ان کا یہی ہے کہ مسلمان فوت شدہ پاک ہے ، اسی لیے تو غسل دیا جاتا ہے (یعنی اگر نجس العین ہوتا تو غسل سے پاک نہ ہوتا) چنانچہ حدیث میں ہے۔ مسلمان پلید نہیں ہوتا اور امام بخاری ، صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ لائے ہیں کہ مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔

نیل الاوطار میں ہے :

«وحدیث الباب اصل فی طہارۃ المسلم حیا ومیتا اما الحیٔ فاجماع واما المیت ففیہ خلاف فذہب ابو حنیفۃ ومالک ومن اہل البیت الہادی والقاسم والمؤید باللہ وابوطالب الی نجاسۃ وذہب غیرہم الی طہارۃ واستدل صاحب البحر للاولین علی النجاسۃ بنزح زمزم من الجشی وہذا مع کونہ من فعل ابن عباس کما اخرجہ الدار قطنی عنہ وقول الصحابی وفعلہ لاینتھض للاحتجاج بہ علی الخصم محتمل ان یکون للاستقذار لاللنجاسۃ ومعارض بحدیث الباب وبحدیث ابن عباس نفسہ عندالشافعیؒ والبخاری تعلیقات بلفظ المؤمن لاینجس حیا ولامیتا وبحدیث ابی ہریرۃ المتقدم وبحدیث ابن عباس ایضا عندالبیھقی ان میتکم یموت طاہرا فحسبکم ان تغسلوا ایدیکم وترجیح رأی الصحابی علی روایتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروایۃ غیرہ من الغرائب التی لایدری ما الحامل علیہا»

یعنی حدیث باب کی یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ مسلم کے حوالہ سے اوپر گزر چکے ہیں۔ مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے پر اصل دلیل ہے۔ پس مسلمان زندہ کے پاک ہونے پر تو اجماع ہے۔ اور مردہ کے پاک ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ ، مالک ، اہل بیت سے ہادی قاسم مؤید باللہ ابوطالب نجاست کی طرف گئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب طہارت کے قائل ہیں۔ صاحب بحر نے مردہ کو نجس جاننے والوں کے لیے جشی کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ زمزم میں واقع ہو گیا۔ جو ابن عباس نے زمزم صاف کرایا اور یہ باوجود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فعل ہونے کے جو مخالف پر حجت نہیں احتمال رکھتا ہے کہ ویسے صفائی کے لیے ہو نجاست کے لیے نہ ہو

اور یہ فعل ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حدیث باب (یعنی حدیث حذیفہ کے خلاف ہے اور ابن عباس کی اپنی حدیث کے بھی جو بیہقی میں ہے جس کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مومن زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا۔ مخالف ہے ، اور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بھی خلاف ہے جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکی ہے اور ابن عباس کی اپنی حدیث کے بھی خلاف ہے جو بیہقی میں ہے :

«ان میتکم یموت طاہرا الخ»

''یعنی میت تمہاری بعد از موت پاک ہوتی ہے سو تم اس کو غسل دے کر صرف ہاتھ دھو لیا کرو۔ یعنی میت کو غسل دے کر غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میت

پاک ہے اور صحابی کی رائے کو اس کی یا دوسرے صحابی کی مرفوع حدیث پر ترجیح دینا تو بڑی ہی عجیب بات ہے جن کا باعث معلوم نہیں ۔ یعنی صحابی کی رائے کو حدیث مرفوع پر ترجیح نہیں دینی چاہیے ۔''

تنبیہ :

جو لوگ مردہ مسلمان کو نجس کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے ۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت اور اعتبار نہیں ۔ نیز ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ صلحاامت اور اولیاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور انبیاء کے اجسام مطہرہ مبارکہ بھی نجس ہوں ۔ (نعوذباللہ من ذالک) یہ عقیدہ بالکل باطل اور غلط ہے ۔ میرا وقت بہت قلیل ہے ورنہ میں اس پر بہت سے دلائل جمع کر دیتا ۔ خیر عاقل مومن کے لیے یہی کافی ہے ۔

اگر درخانہ کس ست، یک حرف بس ست

حاصل یہ کہ مذکورہ بالا چاہ کی طہارت اور اس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔ کیونکہ لڑکی فوت شدہ زندہ اور مردہ پاک ہے ۔ پھر چاہ کس طرح پلید ہو گیا ۔

اگر بقول ان کے میت کو نعوذباللہ من ذالک نجس قرار دیا جائے تو بھی چاہ مذکور کا پانی پلید نہیں ہوتا ۔ کیونکہ جب پانی دو قلہ (پانچ مشک) یا زیادہ ہو تو پلید نہیں ہوتا ۔ چنانچہ محدثین نے اس کو صاف صاف بیان فرمایا ہے ۔

ترمذی میں ہے :

« باب ماجاء ان الماء طهور لاینجسه شیٔ ۔ »

امام ترمذی رحمہ اللہ اس باب میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں :

« عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قیل یارسول الله صلی الله علیه وسلم انتنا من بئر بضاعة وهی بئر یلقی فیها الحیض و لحوم الکلاب والنتن فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الماء طهور لاینجسه شیٔ قال ابو عیسیٰ حدیث حسن وقد جود ابواسامة هذاا الحدیث لم یرو حدیث ابی سعید فی بئر بضاعة احسن ماروی ابواسامة وقد روي هذاا الحدیث من غیر وجه »

یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہم بئر بضاعۃ سے وضوء کر لیا کریں درآں حالیکہ وہ بئر ہے کہ اس میں حیض آلودہ کپڑے اور کتوں کا گوشت اور گندگی وغیرہ اتفاق سے پڑ جاتی ہے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی ۔

تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی میں بعد قول وقد جود ابوالسامۃ ہذاا الحدیث کے لکھا ہے :

«ای راوہ بسند جید وصححه احمد بن حنبل ویحیٰ بن معین وابو محمد بن حزم قاله الحافظ فی التلخیص وزاد فی بدر المنیر والحاکم وآخرون من ائمة الحفاظ»

''یعنی ابواسامہ نے اس کو جید سند سے روایت کیا اور امام محمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین اور ابو محمد بن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ، ان کے علاوہ حاکم اور دیگر بہت سے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے ۔

منتقی میں ہے باب حکم الماء اذاا لاقته النجاسة یعنی یہ باب اس پانی کا حکم بیان کرنے میں ہے جس میں پلیدی مل جائے ۔

پھر اس باب میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث جو ترمذی کے حوالہ سے ابھی گزری ہے لائے ہیں۔ جس میں بئر بضاعۃ کا قصہ مذکور ہے۔ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

«رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن وقال احمد بن حنبل حدیث بئر بضاعۃ حدیث صحیح» (منتقی مع نیل ص28 ج1)

امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں یوں باب منعقد کیا ہے ''باب ما جاء فی بئر بضاعۃ''

اور اس میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث دفعہ لائے ہیں۔ غرض بئر بضاعۃ کی حدیث اکثر کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہے جو اس کے صحیح اور معتبر ہونے پر دال ہے نیز محدثین نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، یحییٰ بن معین اور ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ سے بھی مذکور ہوا ہے۔ جس کو زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو وہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی اور نیل الاوطار وغیرہ شروحات حدیث ملاحظہ فرمائے۔

«عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الحیاض التی بین مکۃ والمدینۃ یردہا السباع والکلاب والحمر عن الطہور منہا فقال لہا ما حملت فی بطونہا ولنا ما غبر طہور»۔ رواہ ابن ماجہ مشکوۃ ص 52

''یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان حوضوں کی طہارت سے سوال کیے گئے جو مکہ مدینہ کے درمیان ہیں جن پر درندے اور گدھے وارد ہوتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے ہے جو انہوں نے پی لیا اور باقی ماندہ ہمارے لیے پاک کنندہ ہے۔''

«عن یحییٰ بن عبدالرحمن قال ان عمر بن الخطاب خرج فی مرکب فیہم عمرو بن العاص حتی وردوا حوضا فقال عمرو یا صاحب الحوض ہل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا رواہ مالک زاد رزین قال زاد بعض الرواۃ فی قولہ عمر وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہا ما اخذت فی بطونہا طہور وما بقی فہولنا طہور وشراب» (مشکوۃ)

''یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ہمراہ سفر پر گئے، ان میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے صاحب حوض سے کہا کہ تیرے حوض پر درندے آتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاحب حوض سے کہا کہ ہمیں درندوں کے متعلق اطلاع نہ دے کیونکہ ہم درندوں پر اور درندہ ہم پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہمیں یہ بات پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ درندوں کا جوٹھا پانی پاک ہے اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے ہے جو انہوں نے پی لیا اور باقی ماندہ ہمارے لیے پاک کنندہ اور پینا ہے۔ روایت کیا ہے ان کو امام مالک رحمہ اللہ اور رزین وغیرہ نے۔''

اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند ایک نقل کر دی ہیں۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ پانی پاک ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ مگر یہ مذہب صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ تھوڑا پانی جو دو قلوں (پانچ مشکوں) سے کم ہو وہ پلیدی سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بھی بدلے۔

اور جو پانی قلتین (پانچ مشکیں) ہو یا زیادہ، وہ اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک پلید چیز سے اس کا رنگ، بو، یا مزہ نہ بدلے۔ اگر اس میں پلید چیز اس قدر پڑ جائے جو اس کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو پھر یقیناً پلید ہو جائے گا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الطہارت٫پانی کا بیان، ج1ص227